96

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْہَا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

نمبر ۲۰ جلد ۸

مصباح

زنانہ اخبار مہینے میں دو بار

۱۵ اکتوبر ۱۹۳۴ء چندہ سالانہ دو روپیہ ۱ آنہ ۵ رجب المرجب ۱۳۵۳ھ

ایڈیٹر
قاضی محمد ظہور الدین
اکمل

قادیان دار الامان سے یکم و پندرہ کو شائع ہوتا ہے

فہرست مضامین

مضمون	صفحہ	مضمون نگار
ایمان	۳ - ۶	محترمہ صغریٰ بیگم نئی دہلی
بنیاد احمدیت	۶ - ۱۳	م۔ ب۔ آزاد انبالوی
شذرات	۱۳ - ۱۶	عملہ ادارت
رپورٹ ہائے لجنہ اماء اللہ، چندہ کشمیر اور احمدیہ مستورات	۱۷ - ۱۸	سیکرٹری کشمیر فنڈ
وصیتیں	۱۸ - ۱۹	

Digitized by Khilafat Library Rabwah

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نظم

اَے کہ تو گمنام تھا. واقف نہ تھا تجھ سے کوئی
بزمِ عالم میں نہ تھا چرچا ترے اذکار کا

کوئی انساں بھی نہیں تھا آشنائے قادیان
کون کہتا تھا کہ ہے یہ آئینہ اسرار کا

قدرتِ خلّاقِ عالم کا کرشمہ دیکھئے
اِس پہ ہی لہرایا جھنڈا احمدؑ مختار کا

باوجودِ اکثریت ہو گئے ناکامیاب
پیشِ استدلالِ حق منہ سِل گیا اغیار کا

شہرتیں اقوامِ عالم میں تری ہیں اِن دنوں
شوق ہے اب دشمنوں کو بھی تری دیدار کا

ہو گیا گرویدہ و شیدا دل و جاں سے وہی
نعرہٗ حق سُن لیا جسنے تری مےخوار کا

جو ترے منہ آیا اُسکو منہ کی کھانا ہی پڑی
لفظ تبرے اُن کے حق میں ہیں غضب قہار کا

نغمہ ہائے دِلکشِ آزاد سنتے جائیے
عندلیبِ خوش نوا ہے احمدؐی گلزار کا

دارالامان کی خبریں

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مع اپنے حرم محترم والدہ وسیم احمد صاحب ۲۳ر ستمبر سے ۱۰ر اکتوبر تک منالی (کانگڑہ) میں تبدیلی آب و ہوا کے لئے رہے اور بخیر و عافیت واپس تشریف لے آئے ؂

۲۔ گذشتہ ایام میں دو نہایت افسوسناک وفاتیں ہو گئیں۔ (ا) ایک جناب چوہدری فتح محمد صاحب ایم۔ اے ناظر اعلیٰ کی اہلیہ محترمہ ۲۶ سال کی عمر میں اپنی یادگار میں چھوٹے چھوٹے دو لڑکے اور دو لڑکیاں چھوڑ گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ جناب چوہدری صاحب کو یہ دُوسرا صدمہ پیش آیا ہے ؂

(ب) دوم محترمہ حلیمہ بیگم صاحبہ بنت حضرت مولینا سیّد محمد سرور شاہ صاحب کا ۸ر اکتوبر انتقال ہوا۔ سینہ پر سرطان تھا۔ پٹنہ کے شفاخانہ میں بھی مدت تک علاج ہوتا رہا۔ مگر تقدیر سے چارہ نہیں۔ عمر ۲۸ سال پائی۔ چھوٹے چھوٹے چار لڑکے اپنی یادگار چھوڑے۔ اللھم اغفر لھا۔ مولانا موصوف کو اپنی جوان لڑکیوں کے بارے میں یہ تیسرا صدمہ ہے۔ اللہ تعالیٰ صبر جمیل کا اجر دے ؂

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

مصباح

قادیان دارالامان مورخہ ۱۵ اکتوبر سنہ ۱۹۳۴ء

ایمان

یوں تو ہر ایک مسلمان اپنے مسلمان اور مومن ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ لیکن حقیقی اور واقعی مسلمان اور مومن ہونے کا معزز خطاب صرف اس شخص کو حاصل ہو سکتا ہے۔ جسکا باطن اسلام کے انوار و برکات سے پُرنور ہو۔ اور اسکا قلب ایمان کی قوت اور حلاوت سے معمور ہو۔ ایمانداری کی اعلیٰ لیاقتوں کے بغیر صرف زبان سے اسلام کا دعویٰ کرنا محض لاف وگزاف میں داخل ہے۔ اور ایسے اسلام کو یا ایمان کو ایک رسمی یا رواجی اسلام یا ایمان کے سوا اور کچھ نہیں کہہ سکتے۔ اور یہ صرف نخل بے ثمر ہے۔ جسکا کچھ نتیجہ نہیں۔ جیساکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی فرمایا ہے۔ کہ سے

آواز آرہی ہے یہ فونوگراف سے
ڈھونڈو خدا کو دل سے نہ لاف وگزاف سے
جبتک عمل نہیں ہے دلِ پاک وصاف سے
کمتر نہیں یہ مشغلہ بُت کے طواف سے
باہر اگر نہیں دلِ مُردہ غلاف سے
کیا فائدہ ہے جنگ وجدال وخلاف سے
وُہ لوگ جو کہ معرفتِ حق میں خام ہیں
بُت ترک کر کے پھر بھی بتوں کے غلام ہیں

ایسا ہی حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز بھی ایمان ویقین کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

یقین سی نہیں نعمت کوئی زمانہ میں
نہ شک میں خیر ہے نے احتمال میں برکت

اللہ تعالیٰ نے ایمان کامل حاصل کرنے کا حکم قرآن کریم میں بہت جگہ فرمایا ہے۔ جیساکہ ایک آیت میں ارشاد ہے:- یاایہا الذین اٰمنوا اٰمنوا باللہ ورسولہ جسکا ترجمہ یہ ہے کہ اے ایمان والو ایمان لاؤ خدا پر اور اسکے رسول پر۔ اب ظاہر ہے کہ اس آیت میں اللہ تعالیٰ اُن لوگوں کو ایمان لانے کا حکم دیتا ہے۔ جو لوگ اس حکم سے پیشتر خدا اور رسول پر ایمان لاچکے تھے۔ مگر باوجودیکہ وُہ لوگ پیشتر سے ہی اسلام قبول کر چکے تھے اور ایمان لاچکے تھے۔ پھر جو ان کو ایمان لانے کا حکم ہوا۔ تو اس سے صاف پایا گیا ہے کہ اس معمولی اور رسمی ایمان کے علاوہ ایک اور ایمان ہے۔ جو کہ صرف اقرار باللسان تک ہی محدود نہیں۔ بلکہ اس سے تصدیق بالقلب بھی درکار ہے۔ ایسا ہی ایک اور مقام میں ایمان کامل کا ذکر ہے۔ جہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:- انما المومنون الذین اٰمنوا باللہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ورسولہ والیوم الآخر ثم لم یرتابوا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ واقعی مومن وہی لوگ ہیں جنکو خدا اور رسول پر ایسا کامل ایمان ہوتا ہے۔ کہ ان کے یقین اور معرفت میں شک و شبہ کی ذرہ گنجائش نہیں ہوتی۔ یعنی ان مومنوں کو خدا اور رسول پر ایسا پختہ یقین ہوتا ہے۔ جس کو حق الیقین کا درجہ کہنا چاہیئے۔ جیسے دو اور دو چار۔

لفظ ایمان مشتق ہے لفظ آمن سے اور حقیقت میں ایمان وہی ایمان ہے کہ جس کے سبب سے مومن یا مومنہ کو شکوک و شبہات کے رنج و عذاب الیم سے امن اور چین حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ اسی امن کیطرف اس آیت کیطرف اشارہ ہے:۔ الذین آمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلمٍ اولئک لھم الامن۔ نیز سورہ فاتحہ میں آیت اھدنا الصراط المستقیم سے بھی یہی مراد ہے کہ انسان پانچ وقت اپنی نماز میں صراطِ مستقیم کے لئے دعا کرے۔ کیونکہ وہ نعمت جسکا نام ایمان کامل ہے۔ اور جو کہ خدا کے لقاء کے بعد انسان کو حاصل ہوتی ہے۔ اور جسکے حاصل ہونے سے انسان گروہ منعم علیہم میں داخل ہوجاتا ہے۔ بغیر صراطِ مستقیم کے حاصل نہیں ہوسکتی اور یہ حق الیقین کا مرتبہ وہ عالیشان مرتبہ ہے۔ کہ جس مرتبہ پر پہنچکر انسان کا جسم اور اس کی جان اور اسکے وجود کا ذرہ ذرہ سرور و حبور اور بے انتہا روحانی لذتوں اور راحتوں سے پُر ہوجاتا ہے۔ اور محبوب حقیقی ایسے مومن اور مومنہ پر اپنے پیار اور لطف کی دائمی فرحتوں اور ابدی خوشحالیوں کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ جو پھر کبھی بھی بند ہونے نہیں پاتا۔ اور ایسے مومنِ کامل کا دل خدا کے عشق اور محبت کی شراب پیکر ایک عجیب فرحت بخش سکر اور ربودگی کے عالم میں چلا جاتا ہے اور اس مجذوبیت اور کششِ ربّانی کی حالت میں مومن کامل پر وہ وہ روحانی انوار و برکات نازل ہوتے ہیں جنکی لذتوں اور حلاوتوں کا اندازہ اس جہان کے لوگوں کے فہم اور قیاس سے باہر ہے۔ غرضیکہ یہ ایمانی حالت وہ نعمتِ عظمےٰ ہے جس کے آگے تمام جہان کی نعمتیں اور تمام جہان کی خوبیاں ایک مُشت کاہ سے کمتر درجہ رکھتی ہیں۔ قطعہ

آنکس کہ ترا شناخت شہاں راچہ کند
با فرّ تو فرِ خسرواں راچہ کند
دیوانہ کُنی و ہر دو جہانش بخشی
دیوانۂ تو ہر دو جہاں راچہ کند

ایسے مومن کامل کا ...... اللہ تعالیٰ خود حامی و ناصر ہوتا ہے۔ اسکے دوستوں کا دوست اور اسکے دشمنوں کا دشمن ہوتا ہے۔ جیسے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے:۔

اے آنکہ سُوئے من بدویدی بصد تبر
از باغباں بترس کہ من شاخِ مثمرم

غرض ایمان سے منشاء خداوندی یہی ہے کہ انسان کو کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ اُس کا ایقان اور عرفان اس پایہ تک پہنچ جاوے کہ ایمانی امور اور اعتقادیات میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شنیدہ سے دید تک اور گوش سے آغوش تک نوبت آوے۔ اور قال حال سے بدل جاوے۔

یہ درست ہے کہ ابتداء میں ایمان بالغیب کے سوا چارہ نہیں جیسا کہ اللہ تعالے فرماتا ہے الّذین یؤمنون بالغیب مگر خدا تعالیٰ کا یہ ارادہ ہرگز نہیں کہ انسان ہمیشہ کے لئے اسی ابتدائی اور کمزور اور ناقص حالت میں اپنے ایمان کو رکھے کیونکہ ایمان بالغیب ایسا درجہ ایمان کا ہے جو کہ شکوک و شبہات اور وساوس کی خلش اور نیش زنیوں سے خالی نہیں۔ جن سے انسان کی روح ایک عذاب الیم میں مبتلا رہتی ہے۔ خود خدا کی ہستی اور موجود ہونے کی نسبت ہی طرح طرح کے وساوس اور شکوک دل میں اٹھتے رہتے ہیں۔ اور ایسا ہی آخرۃ کے امور مثلاً جزا اور سزا اور بہشت اور دوزخ و عذاب قبر و وجود ملائکہ وغیرہ وغیرہ باتوں کے متعلق ٹھیک ٹھیک طبیعت نہیں جمتی اور مختلف اوہام باطل و شیطانی خیال اندر ہی اندر پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ غرضیکہ ایسے قسما قسم اور رنگا رنگ کے ظنون و ریب سے دل و دماغ پریشان ہو جاتے ہیں اور ایک عجیب کشمکش و پیچ میں انسان گرفتار ہو جاتا ہے۔ یہانتک کہ بعض اوقات اس کشمکش اور کھینچ و تان سے عقل و فکر اکتا کر اور تھک کر زبان خیال اس طرح کہتے ہیں کہ آہ یہ کیا معاملہ ہے۔ ایک طرف تو حکم ہے کہ خدا اور آخرۃ پر ایمان لاؤ اور اُن تمام وراء الوراء اور غیب در غیب اور نہاں در نہاں اور سرّ السّر اور باطن در باطن امور کو مانو اور ایک طرف یہ ہو رہا ہے۔ کہ ان باتوں کو خدا نے ایسا مخفی در مخفی اور بے چون و بے چگون عالم میں رکھ چھوڑا ہے۔ جہاں آنکھوں سے نظر آنا تو درکنار رہا عقل و فکر کی رسائی نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مومنو ایمان بالغیب پر ہی قناعت نہ کرو۔ بلکہ نماز کو قایم کرو۔ جو کہ معراج المومنین ہے اور اُسے اس طرح ادا کرو گویا تم خدا کو دیکھ رہے ہو اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں ہمارے دیئے ہوئے رزق کو خلق خدا کی بھلائی کے لئے اس طرح خرچ کرو۔ جیسا کہ تم اپنے بچوں کی بھلائی کے لئے خرچ کرتے ہو واضح ہو کہ رزق سے مراد اللہ تعالیٰ کے تمام انعامات ہیں۔ مال و دولت۔ علم و فضل۔ صحت و فرصت۔ وغیرہ وغیرہ۔ اس طرح تمہیں یوم آخرۃ وغیرہ پر بھی یقین کامل حاصل ہو جاویگا۔ لیکن ان سب کاموں میں شرط یہی ہے۔ کہ ہماری رضا مدّنظر ہو اور جو کام کرو اللہ ہی کے لئے کرو۔ اور اگر تمہاری نیّت ذرا بھی غیر اللہ کیطرف جھکی تو یہی نیکی شرک میں داخل ہوئی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو کہ ایمان کو ثریا سے واپس لانیوالے ہیں۔ کیا ہی خوب فرمایا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں: " خدا نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ مَیں اپنی جماعت کو اطلاع دوں کہ جو لوگ ایمان لائے ایسا ایمان کہ اسکے ساتھ دنیا کی ملونی نہیں اور وہ ایمان نفاق یا بزدلی سے آلودہ نہیں اور وہ ایمان اطاعت کے کسی درجہ سے محروم نہیں۔ ایسے لوگ خدا کے پسندیدہ لوگ ہیں۔ اور خدا فرماتا ہے۔ کہ وہی ہیں جنکا قدم صدق کا قدم ہے۔ وہ آخر فتحیاب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوں گے۔ اور برکتوں کے دروازہ انپر کھولے جاوینگے" خوش قسمت اور مبارک ہیں جنکے ایمان ایسے ہیں۔ اور جنکے قلوب ایمانی جذبات سے لبالب ہیں۔ اے خدا تو ہمیں ایسا ہی کیجیو ٭ آمین ثم آمین ٭

(مرسلہ صغریٰ بیگم از نئی دہلی)

بنیادِ احمدیّت

لفظ بنیاد اپنے اندر ایک خاص الخاص خصوصیت رکھتا ہے۔ کوئی چھوٹے سے چھوٹا اور دنیا کے کسی حصہ میں بڑے سے بڑا مکان یا بلڈنگ کا دارومدار اُس کی بنیادوں پر ہوتا ہے۔ مکان یا بلڈنگ اگر اوپر سے بہت عمدہ مضبوط اور پختہ بنی ہوئی ہو۔ لیکن اسی مکان یا بلڈنگ کی بنیادیں بہت کمزور ہوں یا خراب اور خستہ اینٹیں اس کی بنیادوں میں بھری ہوئی ہوں۔ تو ظاہر ہے کہ وہ بہت جلد ہی نابود ہو جائے گی۔ کیونکہ تمام وزن بنیادوں پر ہی پڑتا ہے اسی طرح کوئی چھوٹے سے چھوٹا پودا دیکھ لو۔ اور کوئی بڑے سے بڑا درخت جس کی بنیاد یعنی جڑ مضبوط ہوگی اسکو کسی قسم کا کوئی خطرہ نہیں۔ وہ بڑھے گا۔ اور پھولے پھلے گا۔ لیکن اگر اُسی پودے یا درخت کی جڑ کمزور بودی یا کھوکھلی ہوگی تو وہ بہت جلد سوکھ جائے گا۔ یا ذرا میں بھسم ہو کر رہ جائیگا٭

اسی طرح ہم انسانوں میں ہی دیکھ لو۔ اگر کسی شخص کی ٹانگیں وغیرہ کمزور ہوں یا ڈگمگاتی ہوں تو وہ چلنے پھرنے سے بالکل معذور ہوگا۔ یا اگر وہ کوشش کریگا تو گر پڑے گا۔ اور چلنے پھرنے کی بنیادی قوّت نہ ہونے کے سبب وہ ہرگز کامیاب نہ ہو سکے گا٭

چونکہ میں نے اسوقت "بنیاد احمدیت" کے متعلق کچھ عرض کرنا ہے۔ یعنی کہ "احمدیت" کن مضبوط اور پختہ ستونوں پر قائم ہے۔ اسلئے میں نے نہایت ہی مختصر طور پر لفظ "بنیاد" کی تشریح کردی ہے۔ تا حضرات سمجھ سکیں کہ بنیاد کی کیا اہمیت ہے۔ اور اسپر کس قدر اور کہانتک دارومدار ہے۔

اب میں اصل مضمون کیطرف قلم کو جنبش میں لاتا ہوں:۔

اِس دورِ زمانہ سے تقریباً ساڑھے تیرہ سو (۱۳۵۰) سال قبل کے زمانے کے حالات و واقعات پر نظر ڈالیں۔ کہ اسوقت روئے زمین پر عموماً نیز خطۂ عرب میں خصوصاً لوگوں میں حیا سوزی۔ کمینہ پن۔ ضلالت و جہالت جزو فطرت بن چکی تھی۔ لوگوں کے دلوں سے خوف خدا صفحۂ ہستی کی طرح مٹ چکا تھا۔ وہ خدا کی واحدانیت کو بھول چکے تھے۔ ہزارہا بتوں کی پوجا کی جاتی تھی۔ ہر ایک شخص نے اپنا اپنا خدا علیحدہ بنایا ہوا تھا۔ یہی نہیں بلکہ جو جس کے جی میں آتا کرتا۔ عدل و انصاف۔ جبر و تشدد کی بے پناہ گھٹا کی تاریکی میں غائب ہو چکا تھا۔ شیطان کی فوجوں نے روئے زمین پر اپنا تسلّط جما رکھا تھا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روحانیت۔ ہمدردی وصداقت کا نام ونشان نہ ملتا تھا۔ جیسا کہ ذیل کے چند اشعار سے ظاہر ہے :۔

؎ چھائی ہوئی تھی ہر سو تاریکیٔ جہالت
معدوم ہو چکی تھی ہمدردی و صداقت
انساں بنا ہوا تھا معمورۂ غلاظت
افعال سے نمایاں ہوتی تھی اس کی وحشت
دنیا کی راحتوں پر بھولے ہوئے تھے انساں
عقبیٰ کی کاہشوں کو بھولے ہوئے تھے انساں
اک وحشیوں کی بستی دنیا میں بس رہی تھی
نارِ گناہ کی گرمی جاں کو جھلس رہی تھی
تھی سلطنت بدی کی نیکی ترس رہی تھی
القصہ آسماں سے آتش برس رہی تھی
اللہ کے گھر پہ صدہا اصنام حکمراں تھے
غارتگری کے جذبے ہر دل میں نوجواں تھے
جب حضرتِ بشر کی مخدوم معصیت تھی
اخلاق سوز باں تھیں اور پست ذہنیت تھی
تھی بھائی کے لہو کی بھائی کی روح پیاسی
القصہ اس جہاں پر چھائی تھی اک اداسی
کرتے تھے لڑکیوں کو زندہ ہی دفن انساں
کہلا کے آدمی یہ کرتے تھے کارِ شیطاں
تا دیر رہ نہ سکتا تھا رشتۂ تن وجاں
طاقتوروں کے ہاتھوں کمزور دل تھے نالاں
ویراں پڑا ہوا تھا گلزارِ آدمیت
انساں بنے ہوئے تھے اغیارِ آدمیت

طوالتِ مضمون کے خوف سے میں صرف ایک اور شعر درج کرتا ہوں ؎

بنی نوعِ بشر کی اس قدر مذموم حالت تھی
حیا سوزی کمینہ پن ضلالت جزوِ فطرت تھی
نہ تہذیب و تمدن تھا نہ عزت تھی نہ حرمت تھی
اندھیرا ہی اندھیرا تھا فقط ظلمت ہی ظلمت تھی
غرض حالت دگرگوں ہو رہی تھی اہلِ عالم کی
تھا اک بگڑا ہوا آوا یہ سب اولادِ آدم کی

اُس زمانے کی حالت بیان کرنے کے لئے یہی نہیں بلکہ میں اور بھی بہت کچھ پیش کر سکتا ہوں کہ اُسوقت کے انسان نما شیطان رُوئے زمین پر کیا کیا ناقابل بیان حرکتیں کر رہے تھے۔

مندرجہ بالا اشعار پر ایک سرسری نظر دوڑانے سے معلوم ہوگا۔ کہ انسان ضلالت وجہالت نیز غلاظت میں پھنسا ہوا تھا۔ اُن کے افعال ایسے تھے کہ وحشیوں کو اُن پر ترجیح دی جا سکتی ہے۔ وہ دنیا کی عیش وعشرت میں مگن اور عقبیٰ کے خوف اور عذاب سے اُن کے دل خالی تھے۔ اُنکی اخلاق سوزیاں زوروں پر تھیں۔ بھائی بھائی کے۔ بیٹا باپ کے خون کا پیاسا نظر آتا تھا۔ جو جس کے دل میں آتا وہ کرتا۔ وہ یہ خیال نہ کرتے تھے۔ کہ یہ کمزور ہے یا ہمارا بزرگ ہے۔ ان میں تہذیب و تمدن۔ علم و عقل نام کو نہ تھی۔ وہ نہ کسی کی عزت کرتے تھے اور نہ حرمت۔ الغرض اسوقت چہار اطراف سے گمراہی اور ظلمت کا تاریک اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ اب میں اپنے اصل مضمون کی طرف

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رجوع کرتا ہوا نیز اُن تمام تر واقعات کو اپنے مضمون سے ملاتا ہُوا یہ سوال کرتا ہوں کہ آخر یہ تمام حالت کیوں ہُوئی۔ رُوئے زمین پر عموماً اور خطۂ عرب میں خصوصاً انسان کیونکر ایسی حرکات کے مرتکب ہُوئے تھے؟

اس کے جواب میں ہر شخص جو عقل و فہم رکھتا ہو بخوبی سمجھ سکتا ہے۔ کہ ان لوگوں نے جو ظلم و ستم برپا کر رکھا تھا اور جو اخلاق سوزیاں کرتے تھے ان تمام تر حرکات کا دارومدار صرف اور صرف ہستی باری تعالیٰ کو صفحۂ دل سے مٹا دینے پر تھا۔ جیسا کہ میں اوپر بیان کر آیا ہوں کہ

ع عقبیٰ کی کاہشوں کو بھولے ہوئے تھے انساں

نیز ع اللہ کے گھر پہ صدہا اصنام حکمراں تھے

یعنی ان کے دلوں سے خدا۔ اس کی واحدانیت اسکی مقدس تعلیم محو ہو چکی تھی۔ وہ پتھر کے بتوں کو پوجتے تھے۔ اور انہیں کو اپنا خدا اور نجات دہندہ خیال کرتے تھے۔ ظاہر ہے کہ بیجان پتھر کے سامنے خواہ کچھ کرتے رہو وہ کیا سزا دے سکتا ہے۔ نتیجہ یہ کہ وہ خدا کو بھول چکے تھے۔ اور اس بھولنے کا نتیجہ اس زمانے کی مذموم حالت تھی۔

جیسا کہ خداوند کریم کا اٹل قانون ہے۔ کہ وہ وقتاً فوقتاً اپنے رسول بھیجتا رہتا ہے۔ ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ نے سیدنا حضرت رسول کریم خاتم الرسل محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رحمت للعالمین بنا کر مبعوث فرمایا۔ دنیا جانتی ہے کہ آپ نے تشریف لاکر زمانے کی حالت کا نقشہ بالکل ہی بدل دیا۔ آپ نے اور بھی بہت سی چیزیں پیش کیں۔ لیکن جو سب سے بڑی ہستی آپ نے پیش کی وُہ خدا تعالیٰ کی ہستی تھی۔

وُہ لوگ جو مردہ اور پتھر کے خداؤں کی پرستش کرتے تھے۔ آپ نے انہیں زندہ خدا سے ملا دیا۔ اس خدا سے جو پتھر کے خداؤں کی طرح خاموش اور بے حس و حرکت۔ نہیں بلکہ اس خدا سے جو زندہ اور بولتا تھا۔ جو سائل کی فریاد سُنکر اسکو شرف قبولیت فرماتا تھا۔ نیز وہ خدا جو پتھر کے بتوں کے متضاد بدکاروں اور ظالموں کو سزا دیتا تھا۔ الغرض یہ کہ رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زندہ خدا دنیا کے سامنے پیش کرکے اُن کے دلوں میں اسکا خوف اور غضب پیدا کیا۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ تھوڑے ہی عرصہ میں لوگوں کی حالت تبدیل ہوگئی ع

بزمِ بتاں میں چھلکا جامِ شرابِ وحدت
بحرِ فنا میں اُٹھے پیہم حبابِ وحدت

اِس تمام بحث سے ہم اس نتیجہ پر پہنچے کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مذہب اسلام کو قائم کیا اور اس عالمگیر مذہب کی بنیاد کو "خدا" کی زندہ ہستی پر قائم کیا۔ اب جبکہ ہمیں یہ معلوم ہوگیا کہ مذہب اسلام "خدا" کی زندہ ہستی پر قائم ہے تو مجھے یہ کہنے میں کوئی روکاوٹ نہیں کہ اگر اسوقت یا اب بھی "خدا" کی زندہ ہستی کو نہ مانا جائے۔ یا انسان آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے کی طرح بھلا دیں تو میں دعوے سے کہتا ہوں کہ آپ آج بھی وہی حالت اپنی آنکھوں سے دیکھ لوگے جو کہ اسوقت خطۂ عرب کی تھی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہزارہا نہیں بلکہ لاکھوں نشان اور چشم دید حالات اللہ تعالیٰ کی زندہ ہستی کے متعلق پیش کئے ہیں اور ایسے کہ جو قابلِ قبول اور تسلیم شدہ ہیں۔ نتیجہ "اسلام" کی "بنیاد" "خدا" کی زندہ ہستی ؎

آج سے تقریباً پچاس سال قبل کے زمانے پر ایک نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ لوگوں میں گمراہی کی لہر ایسی پیدا ہو چکی تھی کہ جسکا اثر ہر ایک انسان میں نظر آتا تھا۔ بعینہٖ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے سے مشابہت رکھتا ہوا۔ بلکہ اس سے زیادہ خطرناک زمانہ تاریک جہالت کے دور سے گزر رہا تھا۔ لوگ خدا کی وحدانیت کو بھول چکے تھے۔ اور ہر ایک مردہ انسان کو خدا مانتے تھے۔ خصوصاً مسلمانوں کے عقائد میں اسقدر اور ایسی خطرناک تبدیلیاں پیدا ہو چکی تھیں کہ دیگر اقوام بغیر کسی قسم کی حیل و حجت کے ان کو ہضم کرتی جا رہی تھیں۔ ٹھیک اسوقت جبکہ ہمارے پیارے نبیؐ کے پیارے خدا نے دیکھا کہ ان لوگوں نے ایک عاجز بشر کو میرا بیٹا بلکہ میرا ہمسر بنا دیا ہے۔ وہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کو خدا اور اسکا بیٹا کہکر مانتے تھے۔ دیگر اقوام کو جانے دو صرف مسلمانوں کو لو۔ جو اپنے غلط عقیدہ کے رُو سے یہ مانتے تھے کہ حضرت مسیح ناصری زندہ بجسد عنصری آسمان پر موجود ہیں۔ عیسائیت کی زد میں آ کے سینکڑوں مسلمان دائرہ عیسائیت میں جا چکے تھے۔ اسوقت جبکہ لوگوں نے خُدا اور اس کے مرسل نبیؐ کی تعلیم کو بھلا دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے قانون قدیمی کے ماتحت دینِ اسلام کی حفاظت۔ نبی کریمؐ کی عزت و حرمت۔ اپنی وحدانیت کو قایم کرنے کے لئے ایک پاک شخص کو مبعوث فرمایا اور یہ ہمارے آقا......سیدنا حضرت میرزا غلام احمد صاحبؑ قادیانی تھے۔ جو اس زمانے کے نبی اور مجددِ اعظم تھے ؎

حضرت مرزا صاحبؑ ایسی حالت میں مبعوث ہوئے کہ عیسائی پادری حضرت مسیح ناصری کو خدا اور اسکا بیٹا کہکر مانتے تھے۔ اور ساتھ ہی ساتھ مسلمان بھی اپنے خود تراشیدہ عقائد کی رُو سے مسیح ناصری علیہ السلام کو زندہ بجسد عنصری آسمان پر مانتے تھے۔ مسلمانوں کے وفات شدہ حضرت مسیح کو زندہ اور پھر آسمان میں ماننے سے عیسائیت کو بہت تقویت پہنچی۔ اور وہ اسی عقیدہ کی رُو سے مسلمانوں کو عیسائی بنا رہے تھے۔ اب ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے۔ ایسے حالات میں خداوند کریم نے جس نبی کو مبعوث فرمایا اسکے ذمہ دو کام تھے۔ مذہب اسلام کو بچانا۔ اور عیسائیت کی اصلاح۔ جیسا کہ میں اوپر بیان کر چکا ہوں کہ مذہبِ اسلام کو صرف اس لئے نقصان پہنچ رہا تھا کہ لوگ یعنی مسلمان حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کو زندہ بجسدِ عنصری آسمان پر مانتے تھے اور عیسائیت کو تقویت کیونکر پہنچ رہی تھی۔ اس لئے کہ وہ بھی حضرت مسیح ناصری کو زندہ مانتے تھے۔ الغرض یہ کہ ایسے وقت میں مبعوث ہونے والے نبی کا کام اصل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یہ ہونا چاہیئے کہ وہ حضرت مسیح ناصری کو وفات شدہ ثابت کر کے مذہب اسلام کو بچائے اور عیسائیت کو جو مسلمانوں کو غلطی سے گمراہی میں دھکیل رہی ہے۔ مٹائے۔ اور یہ دونوں کام صرف حضرت مسیح ناصری کی وفات کے ساتھ وابستہ تھے۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے اس مرکزی مسئلہ کو کہاں تک بیان کیا ہے۔ اور وفات مسیح پر کن دلائل سے زور دیا ہے۔

چنانچہ حضرت مرزا صاحبؑ کی تعلیم اور ...... آپؑ کی کتب اور طرز عمل سے پتہ چلتا ہے کہ جتنا زور آپؑ نے وفات مسیح کے مسئلہ پر دیا ہے۔ اتنا زور اور کسی مسئلہ پر نہیں دیا۔ آپؑ نے اپنی ہر ایک کتاب میں خواہ وہ عربی کی ہو یا فارسی اور اردو کی۔ کسی نہ کسی رنگ میں ضروری طور پر وفات مسیح کا تذکرہ کیا ہے۔ اور آپؑ نے نہایت واضح طور پر مدلل اور مفصل بحث سے یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ حضرت مسیح ناصری علیہ السلام فوت ہو گئے ہیں۔ یہانتک ہی نہیں بلکہ اُن کی قبر تک معلوم کر کے شہادت دی کہ یہ قبر حضرت مسیح ناصری علیہ السلام کی ہے:۔

اگر میں نے وفاتِ مسیح علیہ السلام کے متعلق دلائل بیان کرنے شروع کر دیئے تو میں اپنے اصل مضمون سے بہت دور نکل جاؤں گا۔ اس لئے میں یہ بتلانا چاہتا ہوں کہ احمدیت کی بنیاد کیا ہے؟ اور اس کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کیا فرمایا ہے۔ چنانچہ ایک جگہ آپؑ فرماتے ہیں:۔

"میں تو اسوقت موجود ہوں۔ مگر جس کے انتظار میں آپ لوگ ہیں۔ وہ موجود نہیں۔ اور میرے دعوے کا ٹوٹنا صرف اس صورت میں متصور ہو گا کہ اب وہ آسمان سے اتر ہی آئے۔ تا میں ملزم ٹھہروں آپ لوگ اگر سچ پر ہیں۔ تو سب ملکر دعا کریں۔ کہ مسیح ابن مریم جلد آسمان سے اترتے دکھائی دیں۔ اگر آپ حق پر ہیں۔ تو یہ دعا قبول ہو جائے گی۔ کیونکہ اہلِ حق کی دعا مبطلین کے مقابل قبول ہو جایا کرتی ہے۔ لیکن آپ یقیناً سمجھیں کہ یہ دعا ہرگز قبول نہیں ہو گی کیونکہ آپ غلطی پر ہیں۔ مسیح تو آچکا لیکن آپنے اسکو شناخت نہیں کیا۔ اب یہ امید موہوم آپکی ہرگز پوری نہیں ہو گی۔ یہ زمانہ گزر جائیگا۔ اور کوئی ان میں سے مسیح کو اُترتے نہیں۔ دیکھیگا" (ازالہ اوہام ص۱۶۶)

آپؑ کی مندرجہ بالا تحریر سے یہ بات بالکل عیاں ہے کہ آپؑ نے لوگوں سے صاف الفاظ میں کہدیا کہ مسیح ابن مریم جسکو تم زندہ بجسد عنصری آسمان پر مانتے ہو وہ فوت ہو چکا ہے۔ اور اب وہ کبھی بھی کسی صورت میں اس دنیا میں نہیں آسکتا۔ نیز کہا کہ اگر آپ لوگ سچ پر ہیں۔ تو خدا سے ملکر دعا کریں کہ وہ مسیح ابن مریم کو آسمان سے بھیجدے۔ لیکن ایسا کبھی نہ ہو گا۔ آپؑ نے اپنے دعوے کو صرف مسیح ابن مریم کے آسمان سے اترنے پر جھوٹا قرار دیا ہے۔ یعنی اگر مسیح ابن مریم آجائے تو میں ملزم۔ لیکن آپؑ نے اس قدر واضح دلائل سے یہ ثابت کر دیا۔ کہ وہ مر چکا ہے۔ اور واپس نہیں آسکتا کہ کسی مخالف کو دم مارنے کی گنجائش نہیں۔ ایک اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جگہ فرماتے ہیں ۔ کہ :۔

" ہمارے دعوے کی جڑ جو حضرت عیسیٰ کی وفات ہے ۔ اس جڑ کو خدا اپنے ہاتھ سے پانی دیتا ہے ۔ اور رسولؐ اس کی حفاظت کرتا ہے ۔ خدا نے قول سے اور اس کے رسولؐ نے فعل سے یعنی اپنی چشم دید رؤیت سے گواہی دی ہے کہ حضرت عیسیٰ فوت ہو گئے " (لیکچر سیالکوٹ ص۵۶)

ایک اور جگہ فرمایا کہ :۔

" اس جگہ یاد رہے کہ ہمارے دعوے کی بنیاد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات ہے ۔ اب دیکھو یہ بنیاد کس قدر مضبوط اور محکم ہے " (ایام الصلح اردو ص۳۹)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مندرجہ بالا تحریروں سے صاف ظاہر ہے کہ آپؑ نے اپنے تمام دعوے کی بنیاد صرف حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی وفات پر رکھی ہے ۔ اس لئے کہ اوّل تو خود مسلمانوں نے الہامی کتاب قرآنِ کریم کی آیات کا غلط ترجمہ کر کے لوگوں کو گمراہ کر دیا ہوا تھا ۔ دوسرے مسلمانوں کے اس غلط اور خود تراشیدہ عقیدہ کی مدد سے پادری زور پکڑ کر عیسائیت کا خطرناک جال بچھا رہے تھے ۔ اس لئے آپؑ نے خدا تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہو کر دنیا کو بتلا دیا کہ پادری لوگ جس ہستی کو خدا اور اس کا بیٹا کہکر مانتے ہیں وہ نہ خدا ہے اور نہ اس کا بیٹا بلکہ وہ ایک انسان تھا ۔ جسکو اللہ تعالےٰ نے نبوّت کا درجہ دیا تھا ۔ اور وہ تمام انبیاء کی طرح وفات پا چکا ہے ۔ چنانچہ ایک اور جگہ آپؑ فرماتے ہیں کہ :۔

" اس صورت میں صاف ظاہر ہے ۔ کہ سب سے پہلے بحث کے لائق وہی امر ہے ۔ جس سے یہ ثابت ہو جائے کہ قرآن اور حدیث اس دعوے کے مخالف ہیں ۔ اور وہ امر مسیح ابنِ مریم کی وفات کا مسئلہ ہے ۔ کیونکہ ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے ۔ کہ اگر در حقیقت قرآنِ کریم اور احادیث صحیحہ کی رو سے حضرت مسیح علیہ السلام کی حیات ہی ثابت ہوتی ہے تو اس صورت میں پھر اگر یہ عاجز مسیح موعود ہونے کے دعوے پر ایک نشان کیا ۔ بلکہ لاکھوں نشان بھی دکھلائے تب بھی وہ قبول کرنے کے لائق نہ ہوں گے . . . .

. . . . . لہذا سب سے اوّل بحث جو ضروری ہے مسیح ابن مریم کی وفات یا حیات کی بحث ہے ۔ جسکا طے ہو جانا ضروری ہے " (اشتہار ۲ ؍ اکتوبر ۱۸۹۱ء)

حضرات آپنے دیکھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جہاں اپنے دعوے کی بنیاد کو وفاتِ مسیح ابن مریم بیان فرمایا ہے ۔ وہاں یہ بھی فرما دیا ہے ۔ کہ بحث بھی سب سے پہلی اور ضروری بات جو ہے تو وہ وفاتِ مسیح ابن مریم ہی کی ہے ۔ کیونکہ وفاتِ مسیح کی بحث سے جب حضرت مرزا صاحبؑ ابن مریم عیسےٰ علیہ السلام کی وفات ہی ثابت کر دینگے تو مسلمان خود بخود شرک عظیم سے بچ جائینگے اور عیسائیت جو لوگوں کو گمراہی کیطرف دھکیل رہی ہے ۔ خود بخود مٹ جائے گی ۔ کیونکہ عیسائی جسکو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خدا اور اس کا بیٹا کہکر اس لئے مانتے ہیں۔ کہ وہ زندہ بجسدِ عنصری آسمان پر موجود ہے۔ خدا اس لئے مانتے ہیں کہ وہ صدہا سال سے زندہ ہے۔ اور بیٹا اس لئے کہ وہ زندہ بجسدِ عنصری خداوند کریم نے اپنے پاس آسمان پر بلا لیا ہے۔ بادیگر الفاظ میں یہ کہہ لیں کہ مذہب عیسائی کی بنیاد جو تھی وہ مندرجہ بالا عقیدہ پر تھی۔ اور اس غلط عقیدہ کی تائید میں وہ مسلمانوں کے خود تراشیدہ غلط عقائد کو پیش کرتے تھے۔

اور اس طرح سادہ لوح مسلمان اور عالمگیر مذہب اسلام اُن کے تراشید عقائد کی بنا پر ہر چہار اطراف سے کشتی بے ملاح کیطرح بھنور میں پھنسا ہوا تھا۔

لیکن سیدنا حضرت مرزا صاحبؑ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہو کر مذہب عیسائیت کی بنیادی قوت جو تھی اسکو رد کیا۔ یعنی قرآن کریم سے ایک دو نہیں بلکہ تیس ۳۰ آیات سے ثابت کر دیا کہ مسیح ابن مریم وفات پا چکا ہے۔ وہ نہ تو زندہ بجسدِ عنصری آسمان پر ہے اور نہ ہی وہ خدا کا بیٹا اور خود خدا ہے۔ اپنے اس دعوے کے متعلق آپ نے ایسے زبردست دلائل پیش کئے ہیں کہ اُن کا جواب آجتک باوجود ہزار ہا روپیہ انعام نقد پیش کرنے کے کوئی نہیں دے سکا۔ اور نہ ہی دے سکتا ہے۔ کیونکہ آخر حق حق ہی ہوتا ہے۔ وفاتِ مسیح ثابت کرنے سے عیسائی مذہب کی بنیادیں مسمار ہو کر رہ گئیں۔ اور جو خیالی قلعہ اسپر تعمیر کیا ہوا تھا۔ چکنا چور ہو گیا۔

مسلمانوں کو بھی آپ نے نہایت واضح الفاظ میں بتلا دیا کہ اسوقت اسلام کی حفاظت صرف اور صرف حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی وفات پر ہے۔

یہی وجہ تھی کہ آپ نے اپنے اس سلسلہ کو اپنے دعوے کی "بنیاد" اور "جڑ" قرار دیا ہے۔ اور متعدد جگہ اس کا اعلان کیا ہے۔

حضرت مرزا صاحبؑ کے علاوہ آپکے اشد ترین مخالف بھی اس امر کو جانتے ہیں۔ کہ مرزا صاحبؑ کے دعوے کی بنیاد اور مرکزی مسئلہ جو ہے تو وہ وفات مسیح ناصری علیہ السلام ہے۔ چنانچہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری جو کہ آپؑ کے اشد ترین مخالف ہیں۔ ایک جگہ لکھتے ہیں کہ:۔

"براہین کے زمانہ کے بعد آپ (حضرت مرزا صاحبؑ) نے جو رنگت اختیار کی۔ تو سب علیحدہ ہو گئے۔ اس لئے اسکی تہ کو معلوم کرنا ضروری ہے۔ کہ وہ کونسا مرکزی مسئلہ ہے جس کی وجہ سے علماءِ اسلام مرزا صاحبؑ سے بالکل متنفر ہو گئے۔ یوں تو بعد میں بہت سے مسائل پیدا ہو گئے۔ جنکی تفصیل کی یہاں گنجائش نہیں۔ لیکن مرکزی مسئلہ جسکو اصل الاصول کہا جائے۔ ایک ہی تھا۔ اور اب بھی وہی ایک ہی ہے۔" (رسالہ تاریخ مرزا صہ ۲۴)

صاف ظاہر ہے کہ مخالف مولویوں کو بھی یہ یقین ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحبؑ نے جو مرکزی مسئلہ دنیا کے سامنے پیش کیا وہ شروع ہی سے تھا۔ اور اب تک وہی ہے۔ اور وہ تمام مسائل سے زیادہ قابلِ توجہ اور اصل الاصول ہے۔ چنانچہ مولوی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ثناء اللہ صاحب امرتسری خود ہی اِس اہم اور اصل الاصول مرکزی مسئلہ کی تشریح میں فرماتے ہیں۔کہ:۔

"(یعنی حضرت مرزا صاحب نے فرمایا) کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہو گئے۔ وہ تو نہیں آویں گے۔ بلکہ اُن جیسا کوئی آویگا۔ اور وہ مَیں ہوں۔" (تاریخ مرزا صفحہ ۲۵)

الغرض جس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مبعوث ہوکر مذہب اسلام کو قائم کیا اور اس عالمگیر مذہب کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی زندہ ہستی کے مضبوط ستونوں پر قائم کی۔ بعینہٖ اس طرح حضرت مرزا صاحبؑ نے احمدیت کو جو قائم کیا ہے تو اُسکو وفاتِ مسیح کے مرکزی مسئلہ کے ساتھ اور کبھی نہ ٹوٹنے والے ستونوں کے ساتھ۔ میں ہر اس فرد سے جو خوش قسمتی سے آغوشِ احمدیت میں آچکا ہو۔ خواہ وہ مرد ہو یا عورت بچہ ہو یا بوڑھا پرزور درخواست کرتا ہوں کہ وہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواہش کے مطابق وفاتِ مسیح کے مرکزی اور بنیادی مسئلہ کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں۔ اور اس مسئلہ کے متعلق انہیں پوری پوری واقفیت اور عبور حاصل ہو۔ اسی طرح میں ان غیر احمدی اصحاب سے جو صدق دل سے متلاشئ حق ہیں۔ ملتمس ہوں کہ وہ بھی اس اہم اور بنیادی مسئلہ کو سمجھنے کی کوشش کریں۔

(خاکسار شیخ محمد بشیر آزاد احمدی انبالہ شہر)

شذرات

سرحد میں پردہ

خیبر گاؤں سے آگے لنڈی کوتل کا قلعہ ہے۔

لنڈی کوتل بھی چھوٹی سی آبادی ہے۔ اس کے قریب ایک سرائے بھی ہے۔ لنڈی کوتل کے قلعہ کے پاس بھی ٹھیر کر آگے بڑھنے کی اجازت لینی پڑتی ہے۔ لیکن یہاں مامور صاحب ویزا بھی نہ اترے اور صرف ڈرائیور اجازت لے آیا۔ یہاں تمام عورتیں بے نقاب دیکھیں۔ لیکن انکا لباس بیحد ساتر تھا۔ جو جسم کے تمام حصوں کو مستور کئے ہوئے تھا۔ بے نقابی کے باوجود عورتیں انتہا درجہ کی حیادار ہیں۔ جب مردوں کو دیکھتی ہیں۔ تو آنکھوں کے سوا سارا چہرہ اپنی چادر سے چھپا لیتی ہیں یا ایک طرف منہ پھیر کر کھڑی ہو جاتی ہیں یا راستے سے دور ہٹ جاتی ہیں۔ عورتوں کی یہ خصوصیت محض سرحد ہی میں نہیں بلکہ سارے افغانستان میں بھی میرے لئے باعث صد مسرت رہی۔ مردوں کی کیفیت بھی یہی دیکھی۔ غیر ممکن ہے کہ کہیں کوئی مرد کسی خاتون کو دیکھے اور اس کی نظر اوپر اٹھے۔ قرآن میں مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے "غض بصر" اور "حفظ فروج" کا حکم ہے۔ افغانستان اور سرحد دونوں اس پر عمل کرتے ہیں۔ اور تصنع کے طور پر نہیں۔ دکھاوے کے طور پر نہیں۔ نمائش اور ریا کے لئے نہیں۔ بلکہ یہ عمل ان کی رگوں میں دوڑنے والے خون کے اندر جاری وساری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے۔ ان کی فطرت وطبیعت کا جزو بنا ہؤا ہے ؛

(انقلاب)

ہٹلر کی تقریر

(برلن بذریعہ ڈاک) نیورمبرگ میں نازی پارٹی کانفرنس کے دوران میں ۲۵ ہزار نازی عورتوں کے ایک بھاری جلسہ میں تقریر کرتے ہوئے ہر ہٹلر نے کہا:۔ اگر جرمن عورتیں جرمن مردوں سے بہتر نہیں تو ان کے برابر ضرور ہیں مردوں نے مادر وطن کی خاطر اپنی جانیں خطرہ میں ڈالیں۔ تو عورتوں نے بھی ان سے کم دلیری کا اظہار نہیں کیا خطرہ کیوقت وہ ہمیشہ ثابت قدم رہی ہیں۔ ایسے وقت میں جبکہ مردوں نے پریشانی کا اظہار کیا۔ اور ان کے دماغ چکرا گئے۔ عورتیں شانتی اور مستقل مزاجی سے کام لیتی رہیں نیشنل سوشلزم کا ایک بھاری مقصد یہ ہے۔ کہ انہیں زندگی میں مناسب درجہ دیا جائے۔

ان کا اصلی کام یہ ہے کہ وہ گھروں کے انتظام کو سنبھالیں انہیں راحت اور مسرت کا سرچشمہ بنائیں۔ اگر عورتوں کے کام کے دائرہ میں گڑبڑ پیدا ہو جائے تو مردوں کا کام درہم برہم ہو جائے۔ اگر عورتوں اور مردوں کے فرائض خلط ملط ہو جائیں تو اس میں عورتوں کا کوئی قصور نہیں بلکہ مردوں کا ہے جنہوں نے اپنے فرائض کی انجام دہی میں کوتاہی کا اظہار کیا۔ اگر مرد اپنے فرائض کو بخوبی سرانجام دیں۔ تو عورتوں کی طرف سے انکی ہرگز مخالفت نہ ہو ؛

(مدراس - ۵ - اکتوبر) پیرمبادا اور شمالی ٹراونکور

بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ایک نوجوان مسلمان نے جو دھان کے کھیت میں کام کر رہا تھا۔ اپنی نئی بیاہی ہوئی بیوی کو بیج لانے کے لئے گھر بھیجا۔ لڑکی کو پیاس لگی ہوئی تھی۔ اُسے بجھانے کے لئے اس نے اپنی ساس کی اجازت کے بغیر تھوڑا سا ٹھنڈا پانی پی لیا۔ اسپر ساس کو سخت غصہ آیا۔ اور اس نے لکڑی کی کوئی چیز لڑکی پر پھینکی جس کے لگتے ہی وہ گر پڑی اور کچھ دیر بعد مرگئی۔ جب اس کا خاوند گھر آیا تو اس نے بیوی کو مردہ پایا۔ اسپر وہ غصہ سے دیوانہ سا ہو گیا۔ اور اس نے اپنی ماں اور ایک چھوٹے سے بچے کو ایک زبردست بھالا مارا۔ جس سے دونو ہی فوراً مر گئے۔ اس کے بعد نوجوان گھر سے بھاگ گیا۔ اور سڑک پر ایک درخت کے ساتھ کپڑا باندھ کر اپنے گلے میں ڈال لیا اور مرگیا ؛

پٹنہ ۲۹ ستمبر ایک بوڑھی عورت ایک لڑکے اور ایک لڑکی کے ساتھ دریائے گنگا میں نہا رہی تھی کہ دریا کی ایک زبردست لہر انہیں بہا کر لے گئی ؛

دہلی ۲۸ ستمبر۔ ایک نو ماہ کی مسلم لڑکی کو سلانے کیلئے اس کی ماں نے اُسے تھوڑی سی مقدار میں افیون کھلادی۔ ماں کے باہر چلے جانے پر لڑکی کسی طرح افیون کے ڈبہ کے نزدیک پہنچ گئی۔ اور بہت سی افیون اٹھا کر کھا گئی جس سے اسکی موت ہو گئی ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(نتھیا گلی ۲ر اکتوبر) ڈائریکٹر محکمہ تعلیم کی بیوی کل بعد دوپہر خانپور کے نزدیک ایک پہاڑی رستہ پر گھوڑے پر سوار جا رہی تھی۔ کہ گھوڑا کسی چیز سے ڈر گیا۔ اور کھڈ میں تیس فٹ نیچے لڑھکتا گیا۔ آخر کار زین ٹوٹ گئی اور مسز اورگل ایک جھاڑی میں پھنس گئی۔ گھوڑا تین سو گز اور نیچے جا پڑا۔ اُس کی گردن اور پیٹھ کی ہڈیاں ٹوٹ گئیں۔ مسز اورگل بال بال بچ گئی۔ اور نتھیا گلی پولیس چوکی تک پیدل چل کر آئیں۔ جہاں پولیس نے آپ کو ضروری امداد بہم پہنچائی ❖

❖

(لاہور ۲ر اکتوبر) موضع کماس تھانہ چونگ سے ایک عورت اور اس کی کمسن لڑکی کے بے رحمانہ قتل کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔ واقعات یوں بیان کئے جاتے ہیں کہ ایک جاٹ کو اپنی عورت مسماۃ پال کور کے چال چلن پر شک تھا۔ اسلئے وہ ہمیشہ اس تاک میں رہتا کہ موقع ملے تو عورت اور لڑکی دونو کو قتل کر کے خلاصی پائے۔ آخر اس نے علاقہ کے دو بد معاشوں کی مدد حاصل کی۔ اور انہیں بلا کر تینوں نے عورت اور اس کی لڑکی کو جس کی عمر چند ماہ تھی قتل کر دیا۔ اور راتوں رات لاشوں کو باہر لیجا کر جلا دیا۔ تحقیقات کے بعد پولیس کو مقتولین کی ہڈیاں مل گئی ہیں۔ نیز نہر سے ایک جلی ہوئی گرگابی بھی برآمد ہوئی ہے۔ جو مقتولین کے بھائی نے شناخت کرلی ہے ❖

❖

(لاہور۔ یکم اکتوبر) کوچہ کالی ماتا۔ صبح چند لڑکیاں گلی میں کھیل رہی تھیں۔ کہ ایک شخص نے ایک سات سالہ لڑکی کملا کی آکر آنکھیں بند کرلیں۔ اور کہا کہ بتاؤ میں کون ہوں۔ اُس لڑکی نے کہا کہ میں نہیں جانتی۔ تب اُس شخص نے کہا کہ میں تمہارا ماموں ہوں۔ کل گھر گیا تھا۔ تم ملی نہیں۔ میں نے تمہارے لئے کھلونے رکھے ہیں۔ چلو چل کر لے لو۔ وہ لڑکی ساتھ چل پڑی۔ کالی کے مندر میں جاکر اس نے لڑکی کی طلائی چوڑیاں اتارلیں۔ اور بھاگ گیا۔ پولیس نے گرفتار کرنے کی ہر چند کوشش کی۔ لیکن کامیابی نہ ہوئی ❖

❖

(پٹنہ ۳ر اکتوبر) مادھوبانی سے آمدہ ایک پیغام مظہر ہے۔ کہ وہاں کے جیل سے دیوار میں سوراخ کرکے دو عورتیں روز روشن میں بھاگ گئیں۔ انہیں سے ایک جو ہندو گوجرانی ہے اور جس پر قتل کا الزام ہے۔ شہر کی حدود کے اندر ہی گرفتار کرلی گئی ہے۔ مگر دوسری جو ایک ادھیڑ عمر مسلمان عورت ہے۔ اور جو اقدام خودکشی کے جرم میں قید کاٹ رہی تھی۔ ابھی تک لاپتہ ہے ❖

❖

امرت سر۔ ۳۰ ستمبر۔ آج عدالت نے ایک عورت مسماۃ سوہن دئی اور سوہن لال کو چار سال قید بامشقت کی سزا دی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ سوہن دئی اپنے خاوند بوڑ سنگھ سے روٹھ کر چلی گئی اور سوہن لال کے ساتھ رہنے لگی۔ بوڑ سنگھ اُسے منانے گیا۔ مگر اُس نے

❖

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دو اور عورتوں کی مدد سے اُسے اُٹھا کر گلی میں پھینکدیا باقی دو ملزم بری کئے گئے ؛

جموں میں منی رام جھیور نامی کے پاس ایک من پختہ وزنی سانپ ہے۔ اسکی لمبائی ۱۲ فٹ کے قریب ہے۔ منی رام اُسے اپنے گلے میں ڈالکر لوگوں کو دکھاتا پھرتا ہے۔ اُسنے یہ سانپ پونچھ ہاؤس کے قریب سے پکڑا تھا ؛

جالندھر - یکم اکتوبر۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ایک جاٹ لڑکا بھینس کو پانی پلا رہا تھا۔ بھینس اُسے مارنے کو بڑی۔ پنڈت نزدیک ہی بیٹھے تھے۔ لڑکے کو مصیبت میں دیکھ کر اس کی مدد کو گئے۔ لیکن بھینس نے پنڈت جی کو زور سے سینگ مارا۔ جس سے اُن کے پیٹ میں سخت زخم ہو گیا۔ اور اس زخم کیوجہ سے پنڈت جی جان بحق ہو گئے ؛

رپورٹ لجنہ سرگودہا

اِس لجنہ کو قائم ہوئے ایک سال ہوا ہے اور باقاعدہ کام کر رہی ہے۔ ۱۶ ستمبر ایک عام جلسہ ہمارے مکان پر بوقت ایک بجے منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم محترمہ روشن بخت صاحبہ نے کی۔ اور عاجزہ نے ایک نظم حضرت مسیح موعود ؑ کی (درس توحید) پڑھی جسکا حاضرات پر بڑا اثر ہوا۔ اسکے بعد محترمہ زینب النساء صاحبہ نے اپنا مضمون آنحضرت صلعم کے غلاموں پر احسان پڑھکر سنایا۔ اسکے بعد عاجزہ نے اپنا مضمون اخلاق فاضلہ پر سُنایا جسکو مستورات نے دلچسپی سے سنا۔ اس کے بعد عاجزہ نے آداب مجلس کیمتعلق چند باتیں بیان کیں جو سب نے پسند کیں۔ اس کے بعد میری والدہ صاحبہ نے آنحضرت صلعم کی سوانح (منظوم) پڑھکر سنائی۔ اس کے بعد غیر احمدی مستورات دیر تک نعتیں پڑھتی رہیں۔ آجکل غیر احمدی عورتوں میں بھی اس طرح کا شوق پیدا ہو رہا ہے۔ حاضرات کی کافی تعداد تھی ؛

(راقمہ ناچیزہ خادمۂ دین عاجزہ سعیدہ بیگم سیکرٹری لجنہ اماء اللہ سرگودہا)

کندرا پاڑہ میں مستورات کا تبلیغی جلسہ

مورخہ ۲۵ ستمبر ۱۹۳۴ء دوشنبہ کی رات کو ہم احمدی مستورات نے ایک تبلیغی جلسہ شیخ انعام اللہ صاحب احمدی جنرل سیکرٹری کے مکان پر کیا۔ جس میں ایک درجن کے قریب غیر احمدی مستورات کو بلایا گیا۔ اور مٹھائی اور شربت سے ان کی تواضع کیگئی۔

اس جلسہ میں عزیزہ کلثوم خاتون صاحبہ (اہلیہ سید غلام ابراہیم صاحب آف سونگڑہ) نے اور زہرہ خاتون صاحبہ (اہلیہ مولوی محمد حنیف صاحب قریشی) نے اور عہد آپی بی نے حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی صداقت پر خوب وضاحت سے لکھے ہوئے مضامین بڑی عمدگی سے پڑھے۔ قریباً ۲ گھنٹے تک یہ جلسہ رہا۔ چھوٹے بچوں نے نظمیں بھی سُنائیں۔ کلثوم خاتون صاحبہ احمدی اس جلسہ کی محرک تھیں ؛

خاتمہ پر قریشی محمد حنیف صاحب نے تحصیل علم کے متعلق تقریر فرمائی۔ اور احمدی بچوں کو تبلیغی ہدایات دیں ؛

(راقمہ زبیدہ خاتون سیکرٹری لجنہ اماء اللہ کندرا پاڑا ضلع کٹک)

درخواست دعا

عاجز کی لڑکی امتہ الکریم عرصہ دو ماہ سے بعارضہ بخار بیمار ہے۔ اُس کی صحت کاملہ اور عاجز کی حل مشکلات کے لئے دُعا کی درخواست ہے ؛ ...... (خاکسار عبد الکریم [illegible])

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چندہ کشمیر اور احمدیہ مستورات

اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ کہ احمدیہ مستورات چندہ کشمیر میں کوشش کر رہی ہیں۔ گذشتہ فہرست سے آگے فہرست حسب ذیل ہے۔ یہ رقوم بذریعہ میاں احمد الدین صاحب زرگر داخل ہوئی ہیں۔ بہنوں کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے*

مستورات نئی دہلی۔ اہلیہ صاحبہ بابو عبدالمجید صاحب عللہ۔ اہلیہ صاحبہ بابو عبدالحمید صاحب للعہ۔ اہلیہ صاحبہ بھائی غلام حسین صاحب ۶ع اہلیہ صاحبہ حاجی صاحب عہ ر*

مستورات قادیان۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے گھروں سے ۵ہ ر بیگم صاحبہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب عہ۔ بیگم صاحبہ حضرت مرزا شریف احمد صاحب عہ بیگم صاحبہ اول جناب مرزا گل محمد صاحب ۶۔ اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر رشید الدین صاحب عہ۔ اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر فضل الدین صاحب افریقہ ۶۔ اہلیہ صاحبہ بابو محمد شریف صاحب عہ۔ اہلیہ صاحبہ سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب عہ۔ اہلیہ صاحبہ چوہدری فتح محمد صاحب سیال عہ۔ اہلیہ صاحبہ صوفی غلام محمد صاحب عہ۔ متفرق مستورات عـ۲۰ـہ*

مستورات لاہور۔ اہلیہ صاحبہ بابو مظفر علی خاں صاحب عہ۔

" کاموں کے۔ اہلیہ صاحبہ شیخ عنایت اللہ صاحب ۶۔

" گوجرانوالہ۔ مستورات جناب میر محمد اسمٰعیل صاحب ۶ دختر صاحبہ میر محمد اسمٰعیل صاحب کا نئی طلائی للعہ۔ اہلیہ صاحبہ محمد عبداللہ صاحب سکرٹری لجنہ خود و دیگر مستورات سے ۶ اہلیہ صاحبہ میر محمد بخش صاحب عہ۔ بیگم صاحبہ ملک صاحب خان صاحب نون ۵ہ۔ دیگر مستورات سے عللہ*

مستورات فیروز والہ۔ احمدی و دیگر مستورات عللہ۔

" " نرکھا۔ مستورات عہ ر۔

" " دھرکا۔ کل مستورات احمدی و دیگر معہ ۱۔ اسمیں اہلیہ صاحبہ محمد حیات صاحب خادم مسجد لاہور نے خود ایک روپیہ دیا*

مستورات سدوکے۔ مستورات سے ۱۲ر*

" " جتوکے۔ " " " ۱۰ر

" " گولیکی۔ عللہ اسمیں اہلیہ صاحبہ پیر اکبر شاہ صاحب عہ اہلیہ صاحبہ پیر بشیر احمد صاحب عہ۔ باقی متفرق*

مستورات کنجاہ۔ اہلیہ صاحبہ شیخ عبدالغنی صاحب عہ۔ دیگر مستورات کنجاہ ۱۲ہ*

مستورات گجرات۔ اہلیہ صاحبہ ملک برکت علی صاحب عہ اہلیہ صاحبہ بابو محمد عثمان صاحب عہ۔ اہلیہ صاحبہ ماسٹر عبدالغنی صاحب عہ۔ اہلیہ صاحبہ ملک عطا اللہ صاحب عہ۔ اہلیہ صاحبہ بابو برکت اللہ صاحب ۶ و اہلیہ صاحبہ مرزا احمد بیگ صاحب و دختران مرزا احمد بیگ صاحب ۱۲ر اہلیہ صاحبہ چوہدری احمد الدین صاحب عہ متفرق مستورات سے ۶۔ اہلیہ صاحبہ چوہدری کرم الٰہی صاحب و اہلیہ صاحبہ بھائی عصمت اللہ صاحب عہ۔

مستورات کھوکھر۔ احمدی و دیگر مستورات سے ۶ ۱۲ر

" شادی وال۔ چھ روپے (۶)

مستورات ماجرہ۔ جنت بی بی اہلیہ احمد الدین صاحب زنجیری عہ ر۔ اہلیہ صاحبہ محمد علی صاحب عہ ر۔ حفیظہ بیگم چوڑی عہ ر۔ اہلیہ مرحوم زینب بی بی صاحبہ عہ۔ اہلیہ صاحبہ شاہو سید بی بی صاحبہ چوڑی ایک عدد۔ اہلیہ صاحبہ چوہدری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اللہ وادھنا صاحب ۲؍ عہ ۔ سردار بی بی اہلیہ صاحبہ منشی سلطان صاحب منارۂ کی طلائی ۳؍ مستورات تلونڈی کھجور والی ۶؍ مستورات گجو چک ۳؍ ۔ مستورات تلونڈ راہ والی ۸؍ عہ مستورات ترگڑی ۶؍ ۔ اہلیہ صاحبہ محمد حیات صاحب چوڑی ۸؍ عہ متفرق مستورات سے ۳؍ ۔

بہنوں سے آخیر پر التماس ہے کہ ان کے ساتھ آئندہ بھی تعاون فرما کر ممنون فرماویں۔ اللہ تعالیٰ خواتین کو توفیق عطا فرمائے۔

(خاکسار برکت علی خان فنانشل سیکرٹری کشمیر ریلیف فنڈ قادیان)

وصیتیں

۴۱۷۵ ۔ فیروزہ بیگم مہاجرہ زوجہ ملک برکت علی احمدی مہاجر قوم ملک کشمیری عمر تیس ۳۰ سال تاریخ بیعت ماہ مئی ۱۹۲۹ء ساکن قادیان ڈاکخانہ خاص تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور بقائمی ہوش حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۴/۵/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میرے مرنے کیوقت جسقدر میری جائداد ثابت ہو اسکے ۱/۸ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دیجائیگی۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے:۔

مبلغ پانصد روپیہ بابت قیمت زیور نقری وطلائی۔

حق مہر کی تمام رقم میں نے اپنے خاوند کو صاف کر دی ہوئی ہے، یہ روپیہ تا حال میرے خاوند مسمی ملک برکت علی صاحب احمدی مہاجر قادیان حال نائب منشی مہتمم صاحب بہادر نہر اپر گوگیرہ ڈویژن شیخوپورہ کے ذمہ واجب الادا ہے۔ فقط المرقوم ۴ مئی ۱۹۳۴ء۔

گواہ شد:۔ برکت علی منشی جلال پوری محکمہ نہر حال اپر گوگیرہ ڈویژن ضلع شیخوپورہ۔ العبد:۔ فیروزہ بیگم احمدی مہاجر قادیان مذکور۔ گواہ شد:۔ بقلم خود غازی نذیر احمد برق جالندھری مہاجر ناظم احمدیہ جدید سکول قادیان ۴/۵/۳۴۔

۴۱۹۶ ۔ مسماۃ برکت بی بی زوجہ میاں محمد رمضان صاحب قوم ڈار پیشہ ملازمت عمر قریباً ۲۹ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن گوجرات پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۴/۸/۳۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

میری اسوقت حسب ذیل جائداد ہے۔ حق مہر مبلغ دو صد روپیہ جس کے دسویں حصہ کی نسبت میں وصیت کرتی ہوں۔ رقم حق مہر مذکورہ بذمہ میرے شوہر میاں محمد رمضان پوستین ہے۔ جنکے دستخط نیچے ثبت ہیں۔ مگر میرا گذارہ صرف اس جائداد پر نہیں۔ بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو کہ اسوقت پچیس ۲۵ روپیہ ہے۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی رہونگی۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتی ہوں۔ کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اسکے دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر میں کوئی روپیہ ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کروں۔ تو اسی قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائیگا۔ فقط

گواہ شد:۔ محمد رمضان پوستین ساکن دولت نگر ضلع گجرات۔

العبد:۔ برکت بی بی ہیڈ معلمہ ایم۔ بی گرلز مڈل سکول گجرات

گواہ شد:۔ بقلم خود محمد ابراہیم پوستین لالہ موسیٰ ضلع گجرات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۱۹۸۴ء۔ مجیدہ بیگم بنت خان بہادر چوہدری محمد الدین صاحب زوجہ چوہدری شاہ نواز صاحب وکیل قوم جٹ باجوہ عمر ۲۱ سال پیدائشی احمدی ساکن چہور حال سیالکوٹ بقائمی ہوش حواس بلا جبر واکراہ آج مورخہ ۲؍۳۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں:۔

میرے مرنے کیوقت جسقدر میری جائداد ہو۔ اسکے ۱/۳ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں، بمد وصیت داخل یا حوالہ کرکے رسید حاصل کرلوں۔ تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کردیجائے گی۔ میری موجودہ جائداد حسب ذیل ہے:۔

حق مہر مبلغ پانچ ہزار روپیہ۔ زیورات ایک ہزار روپیہ۔ حصص سٹار ہوزری قادیان ایک ہزار روپیہ۔

العبد:۔ مجیدہ بیگم بنت خان بہادر چوہدری محمد الدین زوجہ چوہدری شاہ نواز صاحب وکیل۔ ساکن چہور۔ حال سیالکوٹ شہر بقلم خود۔ گواہ شد:۔ شاہ نواز ولد چوہدری تاج محمد ساکن چہور تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ۔ حال وکیل سیالکوٹ شہر خاوند موصیہ بقلم خود۔ گواہ شد:۔ فضل احمد ولد نواب خان قوم جٹ باجوہ تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ۔ سیکرٹری وصایا انجمن ۱؍۳۴

حیدرآباد دکن

الحمد للہ ہماری لجنہ اماء اللہ کا ماہواری جلسہ بروز یکشنبہ ۱۳ر جمادی الثانی ۱۳۵۳ھ احمدیہ جوبلی ہال میں منعقد ہوا۔ جسمیں اکثر ممبرات نے شرکت کی اور ۲/۱۲/۔ روپے چندہ جمع ہوا۔

عاجزہ نے حیدرآباد کی موجودہ شورش یعنی پروفیسر الیاس برنی صاحب جامعہ عثمانیہ حیدرآباد کے مخالفانہ کوششوں اور احمدیہ جماعت کی مدافعانہ کارروائی کو بالتفصیل بیان کرتے ہوئے حیدرآباد کی ایک معزز خاتون محترمہ صغریٰ ہمایوں مرزا حیا ایم۔ آر۔ اے۔ ایس لنڈن ایڈیٹر رسالہ "زیب النساء" لاہور کا مضمون اخبار "منادی" دہلی واقعہ ۸ر ستمبر ۱۹۳۴ء سے مکمل سنایا اسکے بعد جملہ ممبرات نے بنظر اظہار تشکر ذیل کا ریزولیوشن بیگم صاحبہ موصوفہ کے لئے پاس کیا:۔

پروفیسر الیاس برنی صاحب جامعہ عثمانیہ مؤلف قادیانی مذہب کے اس قابل نفرت غلط اتہام کی نسبت کہ (احمدی جماعت کے لئے اب حج کا مقام قادیان ہے) حیدرآباد دکن کی وسیع اسلامی سلطنت کے ایک کروڑ چالیس لاکھ نفوس میں سے صرف ہماری فخر دکن معزز خاتون صغریٰ ہمایوں بانو صاحبہ نے اپنے ذاتی معلومات اور چشم دید واقعات کی بنا پر باوجود ہمسے اختلاف مذہبی رکھنے کے محض حق وصداقت کے اظہار کیلئے جو وسیع مضمون اخبار "منادی" دہلی ۸ر ستمبر ۱۹۳۴ء میں پروفیسر برنی صاحب کے اتہام کی تردید کرتے ہوئے احمدی جماعت کے پابند اصول اسلامی ہونے اور یورپ میں احمدی مبلغین کی اسلامی خدمات اور قیام مساجد کا چشم دید تجربہ بیان کرکے جماعت احمدیہ کو کافر کہنے والوں پر تعجب کا اظہار کیا ہے۔

لجنہ اماء اللہ حیدرآباد دکن اپنی قابل قدر محترم خاتون صغریٰ ہمایوں بانو کی خدمت میں صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتے ہوئے حیدرآباد کی اسلامی پبلک سے توقع ہے۔ کہ وہ اس محترم خاتون کے ذاتی تجارب وچشم دید شہادت سے اپنے شکوک کی اصلاح فرمائیں اور جناب پروفیسر صاحب موصوف بالخصوص عبرت حاصل کریں۔ فقط (المرقوم) سیدہ بشارت احمد صاحب سیکرٹری لجنہ اماء اللہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۰۰۶

اخبار مصباح۔ قادیان۔ دار الامان ضلع گورداسپور (پنجاب)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صغریٰ بیگم نئی دہلی

بھائی عبد الرحمن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام سٹیم پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کیلئے قادیان سے شائع کیا